رِیَاضُ القُدس

مؤلفه:

آقائی صدرالدین قزوینی

ولی العصر ٹرسٹ

ریاض القدس

جلد اوّل

ریاض القدس

جلد اول

مؤلف

آقائی صدر الدین واعظ القزوینی

مترجم

مولانا سید ظل حسنین زیدی سرسوی مرحوم

پیش کش

سید محمد شبر عباس بخاری مرحوم

ناشر

ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ

انتساب

میں اپنی اس محنت کو اس اُمّ السّادات کے نام سے منسوب کرتا ہوں جن کے تسبیح گزار ہاتھ چکی پیستے پیستے رنگین ہو جاتے تھے اور جس کی خاموش آہوں سے آج بھی عرشِ الٰہی لرز لرز جاتا ہے۔
مجھے امید ہے کہ رسول اعظم کی اکلوتی بیٹی میری اس پیشکش کو دامن قبولیت میں جگہ عنایت فرمائیں گے۔

نام کتاب ـــــــ ریاض القدس جلد اوّل
طابع ـــــــ سیّد محمد شبیر عباس بخاری
سال طبع ـــــــ جون ۱۹۸۹ء
بار اوّل ـــــــ ایک ہزار
بار دوم ـــــــ جون ۱۹۹۲ء
ناشر ـــــــ ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ
مطبع ـــــــ ٹبک پرنٹرز لاہور
بار سوم ـــــــ جون ۱۹۹۷ء
تعداد ـــــــ ۲۵۰

ـــــــ اسٹاکسٹ ـــــــ

۱۔ ۹ع شیر شاہ بلاک۔ نیو گارڈن ٹاؤن لاہور
۲۔ افتخار بک ڈپو۔ اسلام پورہ۔ لاہور
۳۔ مکتبہ ولی العصر۔ ایچ بلاک۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

• اگر چہار جوئے شربت است قطرہ از حیاض دل است | حوض کی جمع ہے۔

غرض کہ دلِ منزل گاہ اسرار الہیہ ہے مقام و منزلِ معرفت خدا دل مومن ہے دل وہ پاک زمین ہے کہ جس میں مودۃ اہلبیت طاہرین جلوہ فگن ہے۔ دل مومن مزار اقدس معصومینؑ ہے یہ تمام تعریفیں دل حضرت امام حسینؑ کے لیے موزوں ہیں کیونکہ آپ کا دل مبارک باوصف ہمہ خوبیاں روزِ عاشورا محرم، پیاس میں تڑپ رہا تھا۔ عزیزوں اور اصحاب و انصار کے داغ مفارقت سے چھلنی ہو رہا تھا۔

حر بن یزید ریاحی کا اپنے لشکر کے ساتھ امام حسینؑ کے نزدیک پہنچنا

اب ہم اپنے سابق عنوان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حضرت شیخ مفیدؒ نے کتاب الارشاد میں فرمایا ہے کہ جب حضرت سبط رسول امام حسین علیہ السلام منزل رہیمیہ پر پہنچے اور خیمہ زن ہوئے تو ابن زیاد ملعون کو اس کے جاسوسوں نے خبر دی کہ اب حضرت امام کوفہ کے نزدیک پہنچ چکے ہیں۔ اس وقت تک ابن زیاد کو یہ علم تھا کہ آنحضرتؑ مکہ سے سفر عراق اختیار کر چکے ہیں اس نے حصین بن نمیر کو ایک لشکر عظیم کے ساتھ سرِ راہ مدینہ متعین کیا تھا تا کہ سرحدوں کی حفاظت ہو سکے خصوصاً قادسیہ سے تا خفان و از قطقطانیہ تا قادسیہ اس گروہ کے زیر نگرانی تھے کہ کوئی شخص ان کی اجازت کے بغیر کوفہ میں داخل نہ ہو سکے اور نہ ہی کوئی کوفہ سے باہر نکل سکے روضۃ الشہداء میں ہے کہ ابن زیاد نے مکہ کی طرف بھی اپنے جاسوس بھیجے تھے۔ کہ وہ لوگ حضرت

کے احوال کا جائزہ لیں اور ابن زیاد کو مطلع کریں۔ اور جب کہ امام حسین علیہ السلام منزل رہیمیہ سے روانہ ہونے والے تھے کہ ابن زیاد کو خبر ہو گئی اور اس ملعون نے حر بن یزید ریاحی کی سرکردگی میں ایک ہزار سوار جری کا لشکر روانہ کیا۔ کہ حضرت امام حسینؑ کے لشکر کے ساتھ ساتھ رہے ان سے جدا نہ ہو اس وقت تک کہ جب تک حضرت کوفہ وارد ہوں۔ چنانچہ حُر ریاحی ابن سپاہ کے ساتھ صحرا کے راستہ پڑ گیا اور جستجو کر رہا تھا کہ لشکر امام حسینؑ مل جائے۔ ادھر یہ ہوا کہ ایک شخص بنی عکرمہ سے امام حسینؑ کو ملا۔ آپ نے اس سے احوال کوفہ دریافت کیا اس نے کہا کہ ابن زیاد نے راستوں اور صحراؤں میں لشکر بھیج رکھے ہیں جو آپ کی جستجو میں ہیں اس شخص نے بتلایا کہ قادسیہ، عذیب الہجانات، اور اس سے خفان، اور قادسیہ سے قطقطانیہ اور سرِ راہ واقصہ راہ شام سرِ راہ بصرہ، تمام جگہ سپاہ یعنی فوج مقرر کر دی گئی ہے اور بغیر اجازت نہ کوئی کوفہ میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ کوفہ سے باہر نکل سکتا ہے۔ آپ اب حرم رسول خدا پہنچا دیجئے۔ کوفہ آپ کے قتل پر آمادہ ہیں۔ امام حسینؑ نے اس کی باتیں سن کر فرمایا اے شخص خدا تم کو جزائے خیر دے اور فرمایا کہ حسینؑ جہاں بھی جائے گا تیر و تلوار موجود ہوں گے۔ جو امور مقدر ہو چکے ہیں وہ ہو کر رہیں گے۔

امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مکالمہ حرؑ

جب یہ خبر ابن زیاد ملعون کو معلوم ہوئی کہ حضرت امام حسینؑ کوفہ تشریف لا رہے ہیں تو اس نے حر ریاحی کو ایک ہزار سوار کا سالار بنا کر حضرت کی راہ روکنے کے لیے مامور کیا الشیخ صدوقؒ کہتے ہیں کہ حرؒ اپنی منزل سے نکلا ہی تھا کہ بقول خبر ان نما حرؒ نے ایک ندا سنی

عراق
دجله
فرات
بغداد
دمشق
کربلا
قصر بنی مقاتل
کوفه
عین الرهمیه
عذیب الهجانات
بیضه
ذوحسم
مغیثه
واقصه
شراف
قرعاء
بطن عقبه
قاع
شقوق
زباله
بطان
ثعلبیه
حائل
زرود
خزیمیه
اجفر
فید
توز
سمیرا
حاجر
نقره
مغیثه الماوان
ماء السلیله
ریاض
مدینه
عمق
معدن بنی سلیم
افیعیه
مسلح
دریای سرخ
غمره
ذات عرق
صفاح
تنعیم
جده
بستان بنی عامر
مسیر حرکت امام حسین(ع)

یعنی آواز آئی کہ اے حرؓ تجھے خیر کی بشارت دی جاتی ہے۔ یہ آواز تین مرتبہ آئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا عقب میں دیکھا مگر کوئی ندا دینے والا نظر نہیں آیا۔ از خود کہنے لگا اے حرؓ تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے تو فرزند حسینؑ کے قتل کے لیے جا رہا ہے اور یہ بشارت بہشت ہے آخر یہ کیسی بشارت ہے اور کیوں ہے؟ بہر حال اپنے لشکر سمیت روانہ ہوا اور منزل قادسیہ سے تین میل آگے بڑھا تھا کہ اس نے دیکھا کہ سلطان دین حضرت امام حسینؑ مع اپنے ساتھیوں کے فروکش ہیں اور آپ کے اہل حرم آپ کے ساتھ ہیں۔ جناب حرؓ مشرف بار زیارت امام حسین ہوئے اور عرض کیا یابن رسول اللہ این تریدا این تذھب یعنی اے فرزند رسول خدا کہاں کا ارادہ ہے فرمایا کہ "الکوفہ" اس نے کہا کہ میں آپ پر قربان ارجع ارجع الی مکانک کہ اے امام عالی مقام آپ واپس تشریف لے جائیں کہ جہاں سے آپ آئے ہیں میری یہی رائے ہے جو صلاح و نیکی پر مبنی ہے۔ کیونکہ عمر بن سعد کی سرکردگی میں ابن زیاد نے چار ہزار کا لشکر روانہ کر دیا ہے جو آپ کی طرف آ رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ سختی کرے۔ آپ کو گرفتار کر دے اور جیسا کہ جناب مسلم بن عقیل کو قتل کیا ہے۔ آپ کو بھی قتل کرے حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ میں اپنے اہل و عیال اور اپنے رفقاء و اعزا کو لے کر اب اس عجلت کہاں جاؤں۔ یہ تو سخت دشوار بات ہے۔ حرؓ نے کہا اے مولیٰ یہ وسط راہ ہے بہتر یہی ہے کہ کوفہ کا رخ نہ کریں ورنہ مجھے ابن زیاد نے جس کام کے لیے بھیجا ہے۔ میں اس پر عمل کروں گا۔ اور پھر حضرت کو مزید دشواری ہو گی۔ حضرت امام حسینؑ اس کے اس کلام کو سن کر خموش ہو گئے اور اس مقام سے آپ نے کوفہ کی راہ کی بجائے صحرا کا رخ اختیار کیا اس وقت اہل حرم کا یہ حال تھا کہ محملوں میں سہمے جا رہے تھے۔ شیخ مفیدؒ نے اس

مقام پر یہ فرمایا ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے اللہ پر توکل کرتے ہوئے یہ ارادہ اختیار کی کہ جو منظور رب ہے وہ ہو کر رہے گا۔ اسی دوران عمر بن سعد کا لشکر جو چار ہزار سواروں و پیادوں پر مشتمل تھا پہنچ گیا۔ کتاب تنزیہ الانبیاء میں مسطور ہے کہ جب حر ریاحی نے حاکم کوفہ ابن زیاد ملعون کے حکم کے تحت امام حسین علیہ السلام کا راستہ روکا کہ نہ تو حضرت کوفہ جا سکیں اور نہ ہی مدینہ واپس ہو سکیں۔ اور اگر آپ کوفہ کا ارادہ کریں تو بیعت یزید کرنا لازم و واجب ہوتا ہے چنانچہ امام حسین علیہ السلام کے پیش نظر صرف شام کا راستہ کھلا ہوا تھا۔ جیسا کہ روایت ہے۔ فلما راهی صلوات الله علیه انه لا سبیل له الی العود ولا الی دخوله الکوفة سلك الطریق الشام نحو یزید بن معاویة لعلمه علیه السلام بانه علی مابه ارف به من ابن زیاد۔

یعنی کہ جب امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ راہ مدینہ و راہ کوفہ دونوں مسدود ہیں تو آپ کے پیش نظر صرف شام کی راہ تھی کیونکہ آپ جانتے تھے کہ ابن زیاد ملعون کی بہ نسبت یزید یعنی پھر بھی زیادہ مہربانی سے پیش آ سکتا ہے۔ آپ نے اس خیال میں راہ شام اختیار کرنا چاہتی کہ قدم علیہ عمر بن سعد فی العسکر العظیم کہ عمر بن سعد ملعون اپنے عظیم لشکر کے ساتھ حضرت امام حسینؑ کے نزدیک پہنچ گیا۔ اور سخت گیری سے کام لیا۔ اور حضرت امام حسینؑ کی معاذ اللہ خفت اٹھانا پڑی عمر بن سعد ملعون، اپنے لشکر جرار سمیت پہنچ گیا۔ اور آپ کے ساتھ ذلت و خواری کے ساتھ پیش آیا اے گروہ مومنین یہ خون کے آنسو بہانے کا مقام ہے کہ امام حسینؑ ناچاری کے عالم میں شام گئے کہ یزید ملعون سے ملیں۔ لیکن آپ نے ابن زیاد بے حیا کی صورت دیکھنا پسند نہ کی۔ لیکن اے فلک رفتار۔ امام حسینؑ کا سر بریدہ کجا اور دربار ابن زیاد

میں کھڑے ہوئے۔

کتاب ریاض میں علامہ مرتاض کتاب مناقب سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص راشناسی کہتا ہے کہ میں مکہ سے ہمرکاب حضرت امام حسینؑ تھا میں نے اثنائے راہ میں کرامات و معجزات امام حسینؑ مشاہدہ کیئے۔ میں نے دیکھا کہ امام حسینؑ منزل قطقطانیہ میں پہنچے تو اس اثنا میں ایک شیر درندہ امام عالی مقام کے سامنے آیا۔ اس کے ساتھ سات اور دوسرے درندے بھی تھے اور اس نے حضرت امام حسینؑ سے کلام کیا اور آپ نے اس سے کلام کیا۔ (اے دوستو امام وہ ہوتا ہے کہ جو تمام زبانوں کا جاننے والا ہو حتیٰ کہ حیوانات مطلق کی زبانیں بھی جانتا ہو) اس وقت امام علیہ السلام نے اس سے سوال کیا کہ ما حال الناس بالکوفۃ یعنی مردم کوفہ کا کیا حال ہے۔ اس نے عرض کیا قلوبھم معک وسیوفھم علیک کہ ان کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں آپ کے قتل کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اور اے مولا ان لوگوں نے آپ کے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو قتل کر ڈالا۔

صاحب تبر مذاب نے بھی اسی کی مثل ایک خبر نقل کی ہے کہ جب موکب حسینی (ہراول دستہ لشکر) منزل قادسیہ سے تین میل دور تھا کہ تلقاہ النمر یعنی ایک چیتا سامنے آیا اور وہ بہت زور کے ساتھ بلند آواز میں ڈھارا۔ اور ایسی آواز کے ساتھ بولا جیسے کہ بجلی کی کڑک ہو۔ امام علیہ السلام کو سلام عرض کیا اور کہا اے فرزند رسول خدا آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں۔ فرمایا ارید ھذا المصر یعنی اس شہر کا ارادہ رکھتا ہوں یعنی کہ کوفہ جانے کا ارادہ ہے اس چیتے نے امام علیہ السلام سے عرض کیا ارجع فو اللہ ما ترکت لک خلقی خیرا نرجوہ۔

یعنی اے امامؑ آپ اسی جگہ سے واپس چلے جائیں۔ اسی جگہ سے آگے جانے میں آپ کے لیے بہتری نہیں ہے کوفہ کے لوگ آپ کے دشمن جان ہیں اور آپ کے بھائی مسلمؑ کو ان لوگوں نے قتل کر ڈالا ہے ان حالات میں کوفہ والوں سے خیر کی کیا امید ہو سکتی ہے!

حضرت امام حسینؑ نے ارشاد فرمایا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلاً۔ ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہماری بازگشت اللہ کی طرف ہے ہمارے یار و انصار کچھ تو چلے گئے ہیں اور جو باقی ہیں وہ بھی جانے کا انتظار کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم و قضا و قدر میں تبدیلی نہیں ہے

یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شیر جو امام حسینؑ کی خدمت میں بیان حاضر ہوا ہے دوبارہ محرم کی گیارہویں شب کو اس نے لاش ہائے شہداء کی پاسبانی کی ہے۔ نگرانی کی ہے چنانچہ زارع نہر علقمی کہتا ہے۔ کہ بعد شہادت امام حسینؑ تمام فوج اشقیاء کوفہ روانہ ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک شیر قبلہ کی سمت سے مقتل میں رہا میں نے خیال کیا کہ شاید یہ شیر کھانے کی طمع میں آیا ہے۔ میں نے چھپ کر رات گزاری کہ دیکھوں یہ شیر کیا کرتا ہے۔ مولف فرماتے ہیں کہ تتمۂ واقعہ بعد از ذکر شہادت ذکر کیا جائے گا لیکن اس قدر تحریر کرنا ضروری ہے کہ حضرت زینبؑ خاتون نے اس شیر کو دیکھا کہ وہ لاش امام حسینؑ کے نزدیک کھڑا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی غم کی حالت اس پر طاری ہے۔ یہ واقعہ روز عاشورا بوقت ہنگام عصر کے وقت بھی رونما ہوا ہے کہ جب لشکر اعداء نے یہ چاہا کہ لاش امام حسینؑ پر گھوڑے دوڑا دیئے جائیں اس وقت فضہ کنیز حضرت سیدہؑ سے زینب خاتون نے فرمایا کہ دشت نینوا میں ایک شیر رہتا ہے اس وقت فضہ گئیں اور شیر کو آواز دی کہ اور اس نے آ کر لاش امام حسین

بیماری کا بہانہ کرلیا۔ کہ ابن زیاد جنگ کے لیے نہ بھیج سکے جب ابن زیاد نے یہ
یہ دیکھا کہ شبث بن ربعی نہیں آیا ہے تو اس نے اس کو ایک رقعہ ارسال کیا۔ بعد
ازاں اس کا ایک خاص آدمی اس کے پاس گیا اور ابن زیاد کا پیغام پہنچایا۔ شبث
نے کہا کہ تم ناحق آئے ہو میں بیمار ہوں کس طرح جا سکتا ہوں اس نے واپس جا کر
ابن زیاد کو مطلع کیا۔ ابن زیاد نے غصہ کی حالت میں اس کو دوبارہ خط تحریر کیا جس کا
مضمون یہ ہے کہ اخبرنی بتمارضك واخاف ان تکون من الذین
اذا لقوا الذین قالوا اٰمنا واذا خلوا الی شیاطینهم قالوا انا معکم انما نحن
مستهزؤن ان کنت فی طاعتنا فاقبل الینا مسرعا۔ یعنی مجھے خبر ملی ہے کہ
تم نے محض بیمار کا بہانہ کیا ہے۔ بیمار نہیں ہوا اور مجھ سے خائف ہو۔ تم نے ان لوگوں
میں سے ہو کہ جب مومن سے ملاقات کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میں بھی مومن ہوں
اور تمہارے ساتھ ہوں اور جب تنہائی میں ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تمہارے
ساتھ ہوں اے شبث تیرا کوئی عذر قابل سماعت نہیں ہے تجھ کو چاہیے۔ کہ
بعجلت تمام یہاں پہنچو کہ تم سرداری لشکر عطا کروں جب اس کو یہ نامہ ملا تو وارد
مجلس ابن زیاد ہوا۔ ابن زیاد نے اس کو امیر لشکر مقرر کیا اور اس نے اطاعت امیر
کا حلف اٹھایا۔ محمد ابن ابی طالب الموسوی کہتے ہیں کہ پھر ابن زیاد نے لوگوں کو
مسجد کوفہ میں جمع کیا اور کہا اے گروہ مردم یزید بن معاویہ تمہارا امیر ہے جو نیک دل
ہے اور تم پر مہربان ہے میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اپنے امیر کی اطاعت کرو۔
میں نے سنا ہے کہ حسینؑ کوفہ آرہے ہیں تم لوگ گھروں سے نکلو اور حسینؑ سے
جنگ کرو میرا حکم مانو اور اس پر عمل کرو۔ پھر وہ منبر سے اترا اور پھر اس نے ابن
سعد اور لشکریوں کو امام حسینؑ سے جنگ کرنے کی ترغیب دی اور انعامات عطا کیے

یہ بھی وارد ہوا ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے اس دن کی خبر دی تھی کہ ابن زیاد منبر
رسولؐ خدا پر اس طرح آئے گا جیسے شداد و نمرود وغیرہ شایان دنیا تھے مدادی
کہتا ہے کہ پھر کوفہ کے گلی کوچے چاروں طرف سوار ہی سوار نظر آرہے تھے جو قتل
امام حسین کے لیے نکلے تھے۔ بازاروں میں جگہ تلواروں پر صیقل ہو رہی تھی تیروں
کی انیاں تیز کی جا رہی تھیں۔ گھوڑوں کی نقل بندی ہو رہی اور یہ سب امام حسین
غریب کے قتل کرنے کے لیے ہو رہا تھا۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں
نے اود عاشوراء محرم دیکھا کہ اعدائے دین۔ پتھر مارے تھے تیروں کی بارش ہو رہی
تھی تلواریں چمک رہی تھیں اور شمر ولدالحرام خنجر بکف ابا اور ہمارے جد مظلوم کا سر
جدا کیا کسی نے لباس اتار لیا۔ کسی نے انگشتری کی خاطر آپ کی انگشت مبارک قطع کی
بہر حال جب ابن زیاد سپاہ آرائی کر چکا تو اس نے منزل نخیلہ پر لشکر جمع کیا۔
کتاب امالی میں شیخ صدوق علیہ الرحمتہ نے لکھا ہے کہ فاقبل عبید الله بن زیاد
بعسکره حتی عسکر بالنخلیة وبعث الی الحسین ابن علی علیه
السلام رجلا یقال له عمر وبن سعد۔ ابن زیاد کوفہ سے باہر آیا نخیلہ
کے مقام پر کہ جہاں اس کا لشکر جمع تھا اوّل اس نے اپنی فوج کا معائنہ کیا پھر سب
سے پہلے جسے اس نے امام حسینؑ سے جنگ کے لیے بھیجا وہ عمر بن سعد تھا طبری
امالی لکھتے ہیں کہ جب امام حسینؑ کا مختصر سا لشکر یعنی قافلہ منزل قادسیہ سے تین میل دور
تھا کہ ابن سعد ملعون کو خبر ملی تو اس نے حر بن یزید ریاحی کو بر سر راہ امام حسینؑ روانہ
کیا کہ وہ سد راہ ہو۔ شیخ علیہ الرحمتہ کتاب امالی میں فرماتے ہیں کہ ابن زیاد نے حرؑ کو بر سر راہ
امام حسینؑ روانہ کیا تھا۔ کتاب ارشاد میں فرماتے ہیں کہ جب موکب حسینی نے بطن
العقبہ سے قدم بڑھایا اور یہ قافلہ منزل اشراف پر پہنچتا۔ شب یہاں پر گزاری امام

باذن المالک ۔ حق دوم یہ ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات قرار دی ہے کہ ہر ذی روح یعنی کہ جاندار دنیا کے پانی پر حق رکھتا ہے اور انسان ہم بقدر وضو اور غسل پانی استعمال کر سکتا ہے ۔ ارشاد فرمایا ہے کہ یلزم التیمم مع الخوف من العطش علی الحیوانات المملوکۃ ۔ یعنی کہ اس جگہ نماز کے لیے تیمم جائز ہے کہ اگر حیوان تشنہ یعنی پیاسا ہو یعنی اگر حیوان پیاسا ہے تو اس کو سیراب کرنا ضروری ہے اگرچہ وضو کی بجائے تیمم ہی کرنا پڑے کیونکہ پانی اولاً حیوان تشنہ کام کا حق ہے حق سوئم یہ ہے کہ دوسروں کو سیراب کرنا جیسا کہ امام حسینؑ نے حرؓ کے لشکر کو اور ان کے گھوڑوں اونٹ وغیرہ کو سیراب کیا اور سوکھی مشکیں بھرنے کی اجازت دی ۔ اور اس سے قبل بھی صفین کی جنگ میں جب کہ معاویہ نے افواج اسلام پر پانی بند کر دیا تھا ۔ مگر جب حضرت امام حسینؑ نے دوبارہ فرات کو معاویہ کے پہرہ دار فوج سے آزاد کرا لیا تو لشکر کو فوراً سیراب کیا اور پانی پر بندش نہیں لگائی اور ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ قحط آب ہو گیا کوفہ والوں نے حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے حضرت امام حسینؑ سے فرمایا کہ اے حسین باران رحمت کے لیے دعا کرو ابھی دعا ناتمام تھی ہاتھ بلند کئے ہی تھے کہ باران رحمت نازل ہوئی ابر جھوم کر اٹھا برسا اور خوب برسا ، اور اہل کوفہ سیراب ہوئے ۔ حق چہارم یہ ہے کہ جو تمام حقوق سے افضل ہے وہ یہ کہ نہر فرات خصوصاً اور تمام دنیا کی نہروں کا پانی عموماً حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا حق مہر ہے ۔ ان چاروں حق کے پیش نظر امام حسینؑ فوج یزیدی سے پانی مانگ رہے تھے مگر کسی شخص نے ایک قطرہ آب نہ دیا ۔ حسینؑ فرما رہے تھے اسقونی شربۃ ، اسقونی قطرۃ ، مگر کوفیوں نے ایک بوند پانی کی نہ دی ، بلکہ بالب تشنہ ذبح کیا ، مثل گوسفند قربانی سر مبارک جدا کیا ۔ امام حسینؑ پر چار جگہ پیاس کا اثر

تھا (۱) لب خشک تھے (۲) تشنگی کی وجہ سے جگر سوختہ تھا (۳) زبان سوکھی ہوئی تھی ۔ (۴) گرمی عطش کی وجہ سے آنکھیں میں دھواں معلوم ہوتا تھا ۔ اے دوستو اگر کوفیوں نے پانی نہ دیا تو اے محبو آنسو امام حسینؑ کی نذر کرو ۔ ابکوا شھیدا بالدماء مرملا بدم بکتہ العین المدثرہ

لشکر ابن زیاد کا حضرت امام حسینؑ کی راہ روکنا

شیخ مفید علیہ الرحمۃ تحریر کرتے ہیں کہ جب حرؓ بن یزید ریاحی نے قادسیہ کے علاقہ میں حضرت امام حسینؑ کی راہ روکی اور کس طرف نہیں جانے دیا تو امام حسینؑ منزل ذو حسم پر واپس آ گئے نماز ظہر کا وقت ہو گیا ۔ حضرت نے حجاج بن مسروق کو جو آپ کے موذن تھے اذان کا حکم دیا جماعت کھڑی ہوئی کہ نماز ادا کریں ۔ امام حسینؑ خیمہ سے برآمد ہوئے ۔ اور دونوں لشکروں کے درمیان کھڑے ہوئے اول حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے اور پھر حرؓ کے لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا ایھا الناس انی لم اتکم حتی اتیتنی کتبکم وقدمت الی رسلکم یعنی اے گروہ مردم میں اپنی خواہش سے تمہارے پاس نہیں آیا ہوں تمہارے خطوط بکثرت میرے پاس آئے تمہارے قاصد میرے پاس پہنچے ۔ میں نے تمہاری دعوت پہ اس طرف کا رخ کیا ہے اگر میں سچ کہتا ہوں تو تم پر لازم ہے کہ اپنا عہد و پیمان پورا کرو اور میرا ساتھ دو ۔ امام حسینؑ کا کلام سن کر وہ سب کے سب خموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے ۔ پس اس کے بعد آپ نے اشارہ کیا کہ اقامت کہو امامؑ کی جماعت میں اقامت شروع ہوئی ۔ آپ نے حرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اٹھو تو اپنے اصحاب کو نماز پڑھا ۔ حرؓ نے عرض کیا کہ اے مولا ہیں آپ پر قربان میں آپ کی اقتدا میں نماز پڑھوں گا اور

میرا لشکر بھی آپ کی اقتداء میں نماز پڑھے گا چنانچہ دونوں لشکر والوں نے نماز جماعت ادا کی شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھنے کے بعد دونوں لشکر جدا ہو گئے پھر نماز عصر بھی امام حسین کی اقتداء میں ادا ہوئی۔ حضرت امام حسینؑ نے پھر خطبہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگوں اگر تم خدا سے ڈرتے ہو اور اہل حق کو پہچانتے ہو تو اس کے نزدیک ہو جاؤ۔ مقابلہ نہ کرو۔ ہم اہلبیتؑ رسولؐ خدا ہیں۔ اور ہم امامت و خلافت کے لحاظ سے سب سے افضل و اعلیٰ ہیں یہاں تمہاری دعوت پر آئے ہیں اس پر حرؓ نے کہا یا ابن رسول اللہ ہم نے بخدا آپ کو دعوت نہیں دی ہے۔ اور نہ ہمیں اہل کوفہ کے خطوط ارسال کرنے کی خبر ہے امامؑ نے فرمایا کہ اگر کوفہ والوں میں سے ایک شخص نے بھی خط تحریر کیا تو گویا وہ سارے کوفہ والوں کی طرف سے ہے۔ اس وقت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے خطوط کی تھیلی منگائی کہ جس میں کوفہ والوں کے خطوط رکھے تھے اور خطوط زمین پر پھیلا دیئے حرؓ نے خطوط ارسال کرنے والوں کے نام پڑھے اور کہنے لگا خدا لعنت کرے ان دغا بازوں پر کہ خود بلایا ہے۔ اور ساتھ نہیں دیئے ہیں تو صرف اس قدر جانتا ہوں کہ مجھے یہاں ابن زیاد نے یہاں بھیجا ہے کہ میں آپ کے ساتھ رہوں یہاں تک کہ آپ ابن زیاد کے پاس کوفہ پہنچیں۔ آپ نے فرمایا کہ الموت ادنیٰ الیک من ذٰلک۔ اگر مر بھی جاؤں تو ایسا نہ ہوگا کہ میں ابن زیاد لعین کے پاس جاؤں۔ امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ خیمہ اٹھاؤ اس منزل سے کوچ کریں اور فرمایا کہ مدینہ کا رخ کرو اس پر حرؓ خاموش رہا تو اس کے لشکر والوں نے حرؓ کو ملامت کی ابن زیاد کو کیا جواب دے گا کہ فرزند فاطمہ کو بجائے کوفہ، مدینہ جانے دیا محاصرہ نہ کیا۔ اس وقت حرؓ نے اپنے لشکر سمیت امام حسینؑ کو مدینہ جانے سے روکا اور مدینہ کی راہ پر رکاوٹ کھڑی کر دی شور

و غل برپا ہوا۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ ثکلتک امک ما ترید یعنی تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تو راستہ مسدود کر رہا ہے اس وقت جب شور و غل برپا ہوا تو اہلحرم گھبرا گئے اور گریہ و زاری کی آوازیں بلند ہو گئیں امام حسینؑ نے فرمایا کہ میں ہرگز ہرگز ابن زیاد کے پاس نہیں جاؤں گا۔ بہتر ہے کہ تو ہمیں کسی اور راستہ پر جانے دے حرؓ نے تمام حالات سے ابن زیاد لعین کو مطلع کیا۔ اس وقت حرؓ نے حضرت کے ساتھ ایک ایسے شخص کو کیا کہ جس نے راستہ کی نشاندہی کی اور حضرت امام حسینؑ اپنے اہلحرم کے ساتھ اس بیابان میں راہ طے کرنے لگے۔ مولف کتاب کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اس صحرا میں اپنے حرم محترم کو لیے ہوئے اور چاروں حضرت کے اصحاب و انصار محاصرہ کیے ہوئے ساتھ ساتھ منزل طے کر رہے تھے اور آپ کے اس سفر کی آخری منزل کربلا تھی۔

واقعہ منزل عذیب الہجانات اور لشکر ابن زیاد کی امام حسینؑ پر سخت گیری

ارباب کتب سیر و تاریخ لکھتے ہیں کہ جب حرؓ بن یزید ریاحی نے حضرت خامس آل عبا کی راہ روکی اور آپ کو مدینہ نہیں جانے دیا تو حضرت ایک ایسے راہ یعنی بغیر کسی راستہ کے عذیب الہجانات کی طرف چلا یئے۔ محمد بن ابی طالب موسوی فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ نے ناچار ہو کر اپنے اصحابؓ کی طرف رخ کیا اور فرمایا ھل فیکم احد یعرف الطریق علی غیر الجادۃ یعنی تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جو کسی غیر معروف راستہ سے واقف ہو طرماح سامنے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا ابن رسول اللہ کہ میں اچھی طرح یہاں کے راستوں سے باخبر ہوں، اور اس راستہ کے علاوہ اور بھی راستہ

میرا لشکر بھی آپ کی اقتداء میں نماز پڑھے گا چنانچہ دونوں لشکر والوں نے نماز
جماعت ادا کی شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھنے کے بعد دونوں لشکر جدا ہو گئے
پھر نماز عصر بھی امام حسین کی اقتداء میں ادا ہوئی۔ حضرت امام حسینؑ نے پھر خطبہ ارشاد
فرمایا کہ اے لوگو اگر تم خدا سے ڈرتے ہو اور اہل حق کو پہچانتے ہو تو اس کے نزدیک
ہو جاؤ۔ مقابلہ نہ کرو۔ ہم اہلبیتؑ رسولؐ خدا ہیں۔ اور ہم امامت و خلافت کے
لحاظ سے سب سے افضل و اعلیٰ ہیں یہاں تمہاری دعوت پر آئے ہیں اس پر
حرؑ نے کہا یا بن رسول اللہ ہم نے بخدا آپ کو دعوت نہیں دی ہے۔ اور نہ ہمیں
اہل کوفہ کے خطوط ارسال کرنے کی خبر ہے امامؑ نے فرمایا کہ اگر کوفہ والوں میں سے
ایک شخص نے بھی خط تحریر کیا تو گویا وہ سارے کوفہ والوں کی طرف سے ہے، اس
وقت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے خطوط کی تھیلی منگائی کہ جس میں کوفہ والوں
کے خطوط رکھے تھے اور خطوط زمین پر پھیلا دیئے حرؑ نے خطوط ارسال کرنے والوں
کے نام پڑھے اور کہنے لگا خدا لعنت کرے ان دغا بازوں پر کہ خود بلایا ہے۔ اور
ساتھ نہیں دیئے ہیں تو صرف اس قدر جانتا ہوں کہ مجھے یہاں ابن زیاد نے بیان
بھیجا ہے کہ میں آپ کے ساتھ رہوں یہاں تک کہ آپ ابن زیاد کے پاس کوفہ
پہنچیں۔ آپ نے فرمایا کہ الموت ادنی الیک من ذلک۔ اگر مر بھی جاؤں
تو ایسا نہ ہوگا کہ میں ابن زیاد لعین کے پاس جاؤں۔ امام حسینؑ نے اپنے اصحاب
کو حکم دیا کہ خیمہ اٹھاؤ اس منزل سے کوچ کریں اور فرمایا کہ مدینہ کا رخ کرو اس پر حرؑ
خموش رہا تو اس کے لشکر والوں نے حرؑ کو ملامت کی ابن زیاد کو کیا جواب دے گا کہ
فرزند فاطمہ کو بجائے کوفہ، مدینہ جانے دیا محاصرہ نہ کیا۔ اس وقت حرؑ نے اپنے لشکر
سمیت امام حسینؑ کو مدینہ جانے سے روکا اور مدینہ کی راہ پر رکاوٹ کھڑی کر دی شور

وغل برپا ہوا۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ ثکلتک امک ما ترید یعنی تیری ماں
تیرے ماتم میں بیٹھے تو راستہ مسدود کر رہا ہے اس وقت جب شور و غل برپا ہوا
تو اہلحرم گھبرا گئے اور گریہ و زاری کی آوازیں بلند ہو گئیں امام حسینؑ نے فرمایا کہ میں ہرگز
ہرگز ابن زیاد کے پاس نہیں جاؤں گا۔ بہتر ہے کہ تو ہمیں کسی اور راستہ پر جانے دے
حرؑ نے تمام حالات سے ابن زیاد لعین کو مطلع کیا۔ اس وقت حرؑ نے حضرت کے ساتھ
ایک ایسے شخص کو کیا کہ جس نے راستہ کی نشاندہی کی اور حضرت امام حسینؑ اپنے اہلحرم کے
ساتھ اس بیابان میں راہ طے کرنے لگے۔ مولف کتاب کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین
علیہ السلام اس صحرا میں اپنے حرم محترم کو لیے ہوئے اور چاروں حضرت کے اصحاب و
انصار محاصرہ کیے ہوئے ساتھ ساتھ منزل طے کر رہے تھے اور آپ کے اس سفر کی
آخری منزل کربلا تھی۔

واقعہ منزل عذیب الہجانات اور لشکر ابن زیاد کی امام حسینؑ پر سخت گیری

ارباب کتب سیر و تاریخ لکھتے ہیں کہ جب حرؑ بن یزید ریاحی نے حضرت خامس
آل عباؑ کی راہ روکی اور آپ کو مدینہ نہیں جانے دیا تو حضرت ایک ایسے راہ یعنی بغیر کسی
راستہ کے عذیب الہجانات کی طرف چلا یئے۔ محمد بن ابی طالب موسوی نقل کرتے ہیں کہ
کہ حضرت امام حسینؑ نے ناچار ہو کر اپنے اصحابؓ کی طرف رخ کیا اور فرمایا ھل فیکم
احد یعرف الطریق علی غیر الجادۃ یعنی تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جو کسی غیر معروف
راستہ سے واقف ہو طرماح سامنے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا ابن رسول اللہ کہ میں
اچھی طرح یہاں کے راستوں سے باخبر ہوں، اور اس راستہ کے علاوہ اور بھی راستہ

پھر روز عاشوراء محرم تک جوانان بنی ہاشم مخدرات عصمت و طہارت کو تسلی و تشفی دیتے رہے۔ لیکن واحسرتا روز عاشوراء جب امام حسینؑ شہید ہو گئے تو اعدائے دین نے سیدانیوں کی چادریں چھین لیں سکینہ خاتون کے گوشوارے چھین لئے اور سکینہ خاتون کو طمانچے مارے۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین۔

حضرت امام حسینؑ کا عبداللہ بن جعفر جعفی سے نصرت طلب کرنا

الشیخ مفید نے ارشاد میں لوط بن یحییٰ نے مقتل میں اور معین الدین نے روضۃ الشہداء میں اور شیخ ابن نما نے میں واقعہ کو تحریر کیا ہے کہ جب حر ریاحی نے اپنے لشکر کے ساتھ حضرت امام حسینؑ پر سخت گیری کی۔ اور راستہ روکا اور منزل عذیب الہجانات سے نہ جانے دیا۔ اس وقت حضرت امام حسینؑ کی نظر ایک خیمہ پر پڑی جو ایک بلندی پر نصب کیا گیا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ خیمہ کس نے نصب کیا ہے۔ کس کا یہ خیمہ ہے لوگوں نے بتلایا کہ یہ خیمہ عبداللہ بن حرؒ جعفی کا ہے جو اکابرین کوفہ سے ہے۔ عبداللہ جعفی نے جب کوفہ کو پر آشوب دیکھا اور ابن زیاد کے مظالم دیکھے تو اس نے صحرا کا رخ کیا اور یہاں پڑاؤ ڈالا ہے۔ امام حسینؑ نے حجاج بن مسروق جعفی کو اس کے پاس بھیجا کیونکہ وہ ان کا ہم قبیلہ تھا۔ حجاج بن مسروق پہنچے اور اسلام کے بعد کہا کہ تم کو فرزند رسول الثقلین امام حسینؑ یاد فرماتے ہیں۔ حجاج نے کہا میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ اہل کوفہ نے امام حسینؑ کو قتل کر دیا ہوگا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ میں حسینؑ ابن فاطمہؑ کے قاتلوں میں شمار نہ ہوا۔ اس خیال سے میں کوفہ سے نکل رہا تھا۔ اور اس نے حاضر خدمت ہونے میں تقصیر کی۔ حجاج بن مسروق نے آکر

واقعہ بیان کیا پس فقام الحسینؑ فجاء حتیٰ دخل علیہ۔ حضرت امام حسین بہ نفس نفیس عبداللہ کے خیمہ کی طرف چل دیئے۔ جب آپ در خیمہ پر پہنچے سلام کیا اور وسط خیمہ میں رونق افروز ہوئے اس وقت عبداللہ با خلاص پیش آیا روضۃ الشہداء میں ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے ارشاد فرمایا کہ اے عبداللہ تیرے شہر کے معروف لوگوں نے مجھے خطوط ارسال کئے اور میں آپ یہاں آیا ہوں تو کوفہ جانے سے روکا جا رہا ہے۔ کتاب امالی میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اے عبداللہ تو خود بھی واقف و آگاہ ہے اگر تو چاہتا ہے کہ روز قیامت میرے جد امجد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تیری شفاعت کریں۔ تو تجھے چاہیئے کہ تو میری نصرت و ماوری کر تاکہ دل خدا تجھ سے خوش ہو۔ عبداللہ نے کہا کہ میرا یقین ہے کہ آپ کی متابعت کلید جنت ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ آپ شہید کر دیئے جائیں گے کیونکہ کوفیوں کو آپ سے عداوت ہے روضۃ الشہداء میں یہ بھی مرقوم ہے کہ اس نے ایک گھوڑی پیش کی۔ جو کہ ملحفہ کے نام سے معروف تھی اور خود ہم رکاب ہونے سے گریز کی امام علیہ السلام نے اس وقت ایک آہ سرد کھینچی اور ماویاں قبول نہیں کی۔ اور فرمایا کہ میں اس طمع سے تیرے پاس نہیں آیا تھا۔ بلکہ یہ امید تھی کہ تو میری نصرت یاوری کرے گا دشمنوں کو مجھ سے دور کرے گا۔ اور جب آپ اس کے خیمہ سے باہر تشریف لائے تو اس آیہ مجیدہ کی تلاوت فرمائی۔ وما کنت متخذ المضلین عضد جب آپ اپنے خیام کے نزدیک پہنچے تو خیام اہلبیتؑ سے گریہ وزاری کی آوازیں بلند ہوئیں کہ وائے بیکسی حسینؑ اے مولا کاش کہ ہم آپ کے شیعہ کربلا میں ہوتے تو آپ کی نصرت و یاوری کرتے یالیتنی کنت معک فافوز معک فوزا عظیما آج شیعوں کے گھر گھر آپ کی عزاء ہو رہی ہے۔ واحسیناہ کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور آپ

کی صدائے العطش آج بھی گوش زد ہو رہی ہے لیتکم فی یوم عاشورا جمیعا تنظرونی کیف استقی لطفل فابوا ان یرحمونی۔ جیسے ہی عبداللہ بن حر جعفی کو امام حسینؑ کی شہادت کی خبر پہنچی اس نے افسوس اور ندامت سے اپنا سر نیچا کر لیا اور کف افسوس ملنے لگا کہا کاش میں حسینؑ کی نصرت سے روگردانی نہ کرتا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔

فیالک حسرۃ مادمت حیا	تردد بین صدری والتراقی
حسین حیث یطلب نصر مثلی	علی اهل العداوۃ والنشقاق
مع ابن المصطفی روحی فداہ	فویلی یوم تودیع الفراق
فلو انی اواست بنفسی	لیلت الفوز فی یوم التلاقی
لقد فاز الذی نصر واحسینا	وخاب الاخرون ذوی النفاق

ترجمہ منظوم بزبان فارسی از ابو المؤید کمیؒ۔

زہی حسرت کہ چوں شاہ شہیداں	اقتی قدم در رہ بیاری
چرا ہمراہ آنحضرتؐ نرفتم	نور زیدم طریق حق گذاری
اگر در گربلا میکشتم آنروز	شہید راہ حق در دو سقداری
بسی بودم بفردائے قیامت	مرا از لطف او امیدوارے
کنوں او درفت و من از روی تقصیر	بماندہ در مقام شرمسارے
خوشا آنکہ سکہ در راہ شاہ دین	نمود ندا ندر رکابش جانثارے

بعض حضرات نے اس واقعہ کو قصر بنی مقاتل، اور بعض نے منزل رہیمیہ اور بعض نے منزل قطقطانیہ سے متعلق ذکر کیا ہے۔ لیکن اقوی یہی ہے کہ یہ واقعہ منزل قصر میں پیش آیا ہے۔ اور کتاب ریاض الاحزان میں اسی طرح مرقوم ہے۔

امام حسین علیہ السلام کا سفر عراق میں چند افراد سے نصرت طلب کرنا

جب حضرت امام حسینؑ مکہ سے عازم سفر ہوئے ہیں بعلم امامت جانتے تھے کہ میں کوفہ نہیں پہنچ سکوں گا۔ اور آخر کار شہید کیا جاؤں گا آپ نے اتمام حجت کے لیے بعض سرکردہ لوگوں سے نصرت و یاوری طلب کی اور اس طرح یہ سلسلہ شروع ہوا کر۔

نصرت اول:۔ اپنے اصحاب و انصار سے طلب کی تا کہ ان پر واضح ہو جائے کہ حسینؑ کسی دنیاوی جنگ کے لیے نہیں جا رہا ہے بلکہ بقائے دین و شریعت محمدی مدنظر ہے اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ ہم جام شہادت نوش کریں چنانچہ آپ نے اپنے اصحابؓ سے ارشاد فرمایا من کان باذلا فینا مهجته و موطنا علی لقاء الله نفسه فلیرحل معنا فانی راحل مصبحا انشاء الله تعالی۔ یعنی کہ جو کوئی اس امر کی خواہش رکھتا ہے کہ وہ ہم اہلبیت رسالت کے ساتھ بخشش و عطا کرے اور آرزوئے حصول رضائے خدا کرے وہ دل میں یقین رکھے کہ ہم کل یہاں سے کوچ کرنے والے ہیں۔ انشاء اللہ تعالی۔

نصرت دوم:۔ جب کہ آپ مکہ سے باہر تشریف لائے پہلی ہی منزل میں اشراف اربعہ یعنی عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن جعفرؓ، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر سے نصرت طلب کی۔ لیکن سب نے عذر پیش کیا اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار نے اپنے دو بیٹے آپ کے ہمراہ کر دیئے اور فرمایا کہ انی الحق بکم اور بعد انفراغ مناسک حج میں خود بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔